اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (البقرہ:165)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایمان والوں کی پریشانیاں:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (البقرہ:165) ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ (النزعت:40) اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (النزعت:40) اور اپنے نفس کو خواہشات میں پڑنے سے روک لیا۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النزعت:41) پس بے شک اس کے لئے ٹھکانا جنت ہے۔

گناہوں سے بچنے کے دو طریقے:

گناہوں سے بچنا دو طرح سے ہے۔

(۱) محبت الٰہی اتنی ہو کہ محبت الٰہی کے غلبہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی خشیت اتنی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر ہو۔

یہ دو باتیں ہیں جس کی وجہ سے انسان خواہشات نفسانی سے بچ جاتا ہے۔

جنت دو قدم ہے:

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جنت دو قدم ہے۔ کسی نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اے دوست تو اپنا پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ لے تیرا دوسرا قدم جنت میں پہنچ جائے گا۔

نفس مارنا:

نفس کو قابو کرنا کامیابی کی کنجی ہے۔ اکثر کتابوں میں لکھا ہوتا ہے نفس مارنا، مارنا سے مراد کسی جاندار کو مارنا نہیں ہوتا، بلکہ انسان کے اندر جو "میں" ہوتی ہے وہ مارنی ہوتی ہے۔ انسان کے اندر خواہشات ختم ہو جائیں حتی کہ انسان کی پسندیدہ چیزیں وہی بن جائیں جن کو شریعت نے پسند کیا ہے۔ یہ چیز کثرت ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ صحبت اولیاء اللہ سے نصیب ہوتی ہے۔

انتہائی خوش نصیب انسان کون ہے؟

صحبت صلحا ایسا تریاق ہے جو دل کی دنیا کو بدل کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ والوں کی نگاہوں میں وہ تاثیر ہوتی ہے وہ فیضان ملتا ہے۔ جس سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ اس لئے اللہ والوں کی صحبت جس شخص کو نصیب ہوگئی۔ وہ انتہائی خوش نصیب انسان ہے۔

اللہ کہاں ملتا ہے؟

میرے پیرومرشد فرمایا کرتے تھے۔ "سبزی ملتی ہے سبزی والوں کے پاس، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں کے پاس، لوہا ملتا ہے لوہے والوں کے پاس اسی طرح اللہ ملتا ہے اللہ والوں کے پاس"۔

صحبت اولیاء کی برکات:

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر انسان کا رخ بدلتا ہے، کانٹا بدلتا ہے اس کا رخ دنیا سے ہٹ کر ہمہ تن اللہ کیطرف ہوجاتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت میں برکت ہے۔

صحبت اولیاء کی تاثیر:

صحبت اولیاء میں ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے کہ بس انسان کے دل کی دنیا لمحوں میں بدل جاتی ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

محبت الٰہی کا آسان راستہ:

محبت الٰہی کا راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے اگر کسی عارف کامل اور باخدا کی صحبت میسر آ جائے۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ رب العزت کی محبت ملتی ہے۔

اولیاء اللہ کی پہچان:

اولیاء اللہ کی پہچان بتائی گئی اَلَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (مسند ابن راہویہ ص ۱۸۱ حدیث ۲۳۰۶) وہ لوگ جنہیں دیکھو تو اللہ یاد آئے۔ اس لئے کہ ان کا جینا مرنا، ان کی زندگی، ان کی موت سب کا سب اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کریمہ کا مصداق ہوتے ہیں قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام: 162) ان کی منزل اللہ کی رضا ہوتی ہے۔

مَن کی آنکھیں کہاں کھلتی ہیں؟

اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر من کی آنکھیں کھلتی ہیں کسی نے کہا ہے۔

بابا من کی آنکھیں کھول بابا من کی آنکھیں کھول
مطلب کی ہے دنیا ساری مطلب کے ہیں سب سنساری
جگ میں تیرا کوہت کاری تن من کا سب زور لگا کر
نام اللہ کا بول
بابا من کی آنکھیں کھول بابا من کی آنکھیں کھول
دنیا ہے یہ ایک تماشا چار دنوں کی جھوٹی آشا

پل میں تولہ پل میں ماشہ گیان ترازو ہاتھ میں لے کر
تول سکے تو تول
بابا من کی آنکھیں کھول بابا من کی آنکھیں کھول

قبر اور عبرت:

انسان دنیا کی فانی چیزوں کی محبت چھوڑ دے اس لئے کہ مٹی کے اوپر جو کچھ ہے سب مٹی ہے بڑے بڑے نازنین بڑے پری چہرہ لوگ قبر میں جاتے ہیں تو کیڑے ان کے بدن کو کھاتے ہیں۔ قبر کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو سوچو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

صحبت اولیاء کے فوائد:

صحبت اولیاء سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاتی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت دل میں بس جاتی ہے۔ محبت الٰہی کا دل میں بس جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے پھر یہ محبت انسان سے فرمانبرداریاں کرواتی ہے۔ محبت الٰہی کی وجہ سے اللہ تعالٰی کے حکموں کی تابعداری کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

عقل اور عشق کا موازنہ:

ایک ہے عقلی طور پر انسان اللہ رب العزت کے حکموں کی تابعداری کرے اور ایک ہے کہ قلب میں محبت ایسی ہو کہ اس محبت کی بنیاد پر تابعداری کرے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ عقل کے پاؤں اس میدان میں لنگ ہیں۔ یہ راستہ عشق و محبت کے پروں سے طے ہوتا ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم
نالہ ہے بلبل شوریدہ تیرا خام ابھی اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سُبک گام عمل عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لَبِ بام ابھی

عقل کی پرواز وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں عشق کے پروں سے انسان پہنچتا ہے۔جس کو محبت الٰہی نصیب ہو وہ خوش نصیب ہے۔

محبّ الٰہی کیسے نصیب ہوتی ہے؟

محبت الٰہی اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر نصیب ہوتی ہے۔اگر انکی صحبت نصیب نہ ہو تو ذکر اللہ کی کثرت سے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے اور یہ نعمت ایسی ہے کہ اگر نصیب ہو جائے تو دل کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

ایک صحابیؓ کی محبت کا واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بکریاں چرانے والے تھے جب کبھی مدینہ طیبہ واپس آتے تو پوچھتے کہ قرآن پاک کی کونسی نئی آیات اتری ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خاص بات ارشاد فرمائی ہو؟ ان کو بتا دیا جاتا۔ایک دفعہ واپس آکر پوچھا تو انہیں بتا دیا گیا یہ آیات اتری ہیں۔جن میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے بندو! میں ہی تمھیں رزق دینے والا ہوں جب انہوں نے یہ بات سنی تو وہ ناراض ہونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ کون ہے جس کو یقین کیلئے میرے اللہ کو قسم کھانی پڑی سبحان اللہ یہ محبت کی بات ہے۔

رات کا اٹھنا کس طرح آسان ہو جاتا ہے:

جب دل میں محبت ہو تو پھر انسان فرمانبرداری کرتے ہوئے لطف محسوس کرتا ہے پھر رات کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے۔

اُٹھ فریدا سُتیا تے جھاڑو دے مسیت تو ستا تیرا رب جاگدا تیری کیویں نبھے پریت

محبت الٰہی سے رات کے آخری پہر کا اٹھنا آسان ہو جاتا ہے خود بخود آنکھ کھلتی ہے گھڑی کے آلارم نہیں لگانے پڑتے۔ وہ دل کی گھڑی خود بتا دیتی ہے۔ محبت کی وجہ سے انسان راتوں کو جاگتا ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا (السجدہ:16) ان کے پہلوان کے بستروں سے جدا رہتے ہیں، اللہ رب العزت کی یاد میں مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔

زندہ اور مردہ شہر:

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر کوئی شخص رات کے آخری پہر میں گلیوں میں چلتا تو پورا شہر اس کو زندوں کا شہر نظر آتا۔ آج ہمارے شہروں میں اس وقت کوئی چلے تو قبرستان نظر آئیں گے۔ اس وقت کے لوگ شب زندہ دار تھے ہر گھر سے تلاوت قرآن پاک کی آواز ایسے آتی تھی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آوازیں ہوتی ہیں پورا شہر زندہ ہوتا تھا۔ کوئی اونچا قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا کوئی آہستہ قرآن پڑھ رہا ہوتا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

ایک دفعہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن تہجد میں آہستہ پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونچی آواز سے قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ دونوں کی حالت اور کیفیت جدا جدا تھی، جب دونوں نے تہجد کے نوافل پڑھ لئے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپؓ قرآن پاک آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں اس ذات کو سنا رہا تھا جو عَلِيْمٌ ۢبِذَاتِ الصُّدُوْرِ (التغابن:4) ہے جو سینوں کے بھید جاننے والا ہے میں اسے قرآن سنا رہا تھا

مجھے اونچا پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے پوچھا کہ آپ اونچا کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میں سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔ راتوں کو اس طرح قرآن پڑھا جاتا تھا۔

محبت سے قرآن پڑھنے کا واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تہجد کی نماز میں قرآن پاک پڑھ رہے ہیں۔ طبیعت پر کیف ہے ذرا اونچی آواز سے قرآن پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ گھر کا صحن چھوٹا ہے گھوڑا بھی بندھا ہے اور ایک چارپائی پر بچہ بھی سویا ہوا ہے۔ جب اونچا پڑھتے تو گھوڑا ابدکنے لگتا ہے دل میں ڈر سا محسوس ہوتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ پہنچا دے۔ لات نہ مار دے پھر آہستہ قرآن پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر طبیعت مچلتی ہے تو اونچا پڑھتے ہیں گھوڑا ابدکتا ہے پھر آہستہ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ بس یہی کچھ تقریباً ساری رات ہوتا رہا۔ جب انہوں نے صبح کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ان کی نگاہ آسمان پر پڑی، کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ روشنیاں نہایت تیزی کے ساتھ ان کے سر سے دور آسمان کی طرف جا رہی ہیں۔ حیران ہوئے کہ کیا ہے؟ چنانچہ صبح نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ رات میرے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہا۔ اونچا پڑھتا تھا تو ڈر محسوس ہوتا تھا کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچ جائے اور آہستہ پڑھتا تھا تو پھر طبیعت مچلتی تھی کہ اونچا پڑھوں۔ جب میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نگاہ آسمان کی طرف اٹھی۔ میں نے کچھ روشنیاں دور جاتی ہوئی دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تھے جو تیرا قرآن سننے کے لئے آسمان سے نیچے اتر آئے تھے۔ اگر تم اونچی آواز سے پڑھتے رہتے تو آج مدینہ کے لوگ ان فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ وہ فرش پر قرآن پڑھتے تھے تو عرش کے فرشتے اتر آتے تھے۔

اخلاص ومحبت سے رونے کا واقعہ:

ایک صحابی رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں دعا مانگتے ہوئے روتے ہیں۔ صبح جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''تیرے رات کے رونے نے اللہ کے فرشتوں کو بھی رلا دیا''۔ اللہ اکبر۔ کیا اخلاص کا رونا تھا!

خلوص ومحبت کے دو آنسو:

خلوص ومحبت کے دو آنسو ہی بڑے قیمتی ہوتے ہیں کاش کہ ہمیں بھی نصیب ہو جاتے:

اِدھر نکلے اُدھر ان کو خبر ہو کوئی آنسو تو ایسا معتبر ہو

کاش کہ ان آنکھوں سے دو ایسے آنسو گر جائیں!

ایک صحابیؓ کا محبت سے قرآن سنانے کا واقعہ:

ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پاک بہت اچھا پڑھتے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے۔ ان کو بلایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے کہ تو قرآن پڑھ تا کہ میں سنوں۔ یہ صحابیؓ حیران ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ کہا ہے فرمایا کہ ہاں اللہ نے تیرا نام لے کر کہا ہے کہ تو قرآن پڑھے تو اللہ کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیرا قرآن سنے گا۔

محبت کیسے نصیب ہوتی ہے:

یہ محبت وخلوص ایسی نعمت ہے کہ نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آجائے۔ لیکن یہ نصیب ہوتی ہے اللہ والوں کی صحبت میں۔

قَال رَا بگُذار مَرد حَال شَو پیشِ مَرد کامِل پَامَال شَو

صَد کِتَاب وَ صَد وَرَق دَر نَارکُن جَان و دِل رَا جَانب دِلدَار کُن

محبت الٰہی کی تمنا:

اگر محبت الٰہی نصیب ہو جائے تو کیا کہنے، دل میں اللہ بس جائے دل میں اللہ آ جائے۔ دل میں اللہ سما جائے کاش کہ اللہ رب العزت دل میں چھا جائے یہ کیفیت نصیب ہو تو زندگی کا لطف آ جائے۔

ہماری زندگیاں کیسی ہیں؟

ہماری زندگیاں قدرے مختلف ہیں ہمارے دل میں محبت الٰہی بھی ہے اور غیر اللہ کی محبتیں بھی ہیں۔ دنیا کی محبت کی وجہ سے آج ہمارا مزاج خراب ہو گیا ہے۔ اگر ایک آدمی کو نزلہ ہو جائے آپ اسکے سامنے گلاب کا عطر لائیں۔ عنبر کا عطر لائیں، کستوری کا عطر لائیں، وہ بیچارہ شناخت سے محروم ہو چکا، نزلہ جو لگا ہوا ہے۔ اسی طرح ہمیں دوسری اشیاء سے محبت ایسی ہو چکی، ایسی دل میں سما چکی کہ آج محبت الٰہی کی چاشنی ہمیں دل میں محسوس نہیں ہوتی۔

کئی ہزار دفعہ قرآن کا ختم کیا:

ہم نماز پڑھتے ہیں مگر حضوری نہیں ہوتی فقط حاضری ہوتی ہے، تلاوت بھی کر رہے ہوتے ہیں، اونگھ بھی رہے ہوتے ہیں، ایک پارہ تلاوت کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ جن کو محبت نصیب ہوتی ہے ان کا کیا کہنا! میں نے اپنی زندگی میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے تقریباً دو ہزار مرتبہ اللہ کا قرآن مکمل کیا تھا۔

ایک بزرگ کی محبت قرآن کا واقعہ:

منگورہ میں ایک بزرگ سے میری ملاقات ہوئی، دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ فرمانے لگے، جب اپنے پیر و مرشد سے بیعت ہوا تھا آج اس کو ۴۵ سال گزر چکے، انہوں نے حکم دیا تھا کہ قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ پڑھنا۔ ۴۵ سال میں ایک دن بھی پارہ قضا نہیں ہوا۔ یہ لوگ ابھی زندہ ہیں یہ استقامت محبت الٰہی سے نصیب ہوتی ہے۔

نیکیاں کس طرح آسان ہوتی ہیں؟

محبت کے پروں سے جب انسان وصول الی اللہ کے راستے پر چلتا ہے پھر تلاوت کرنا بھی آسان، اللہ کے ذکر میں بیٹھنا بھی آسان، پھر تہجد میں اٹھنا بھی آسان، پھر سچ بولنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ یہ نعمت اللہ رب العزت ہمیں نصیب فرما دے۔ صحبت اولیاء اللہ سے اور ذکر اللہ سے دل میں محبت الٰہی آ جاتی ہے۔

عشق الٰہی کی دعا:

انسان کے دل میں عشق الٰہی پیدا ہو جائے۔ انسان دل میں یہی دعا مانگے کہ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت چاہتا ہوں۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں   میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا   وہی لَن تَرَانِی سننا چاہتا ہوں

محبت الٰہی کے فائدے:

دل میں محبت الٰہی آتی ہے تو انسان کا رخ بدل جاتا ہے۔ آنکھ کا دیکھنا بدلتا ہے پاؤں کا چلنا بدلتا ہے دل ودماغ کی سوچ بدلتی ہے۔ وہ دیکھنے میں عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عام انسانوں سے بہت مختلف ہوتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی کا واقعہ:

حضرت شبلیؒ ایک بزرگ گزرے ہیں ان کے بڑے عجیب وغریب احوال تھے نہاوند کے علاقے کے گورنر تھے ایک دفعہ بادشاہ نے اپنے گورنروں کو دربار میں بلایا اور سب کو کسی خوشی کی وجہ سے خلعت پیش کی۔ پھر کہا کل سب لوگ یہ خلعت پہن کر آئیں تا کہ میری محفل میں بیٹھ کر گفتگو کر سکیں۔ سب لوگ خلعت پہن کر پہنچے۔ اللہ کی شان کہ عین جب گفتگو کی محفل اپنے عروج پر بھی۔ محفل گرم تھی ایک گورنر ایسا تھا کہ

جسے چھینگ آ رہی تھی، وہ جتنا اسے روکتا چھینک اور زیادہ زور سے آتی وہ جتنا ہی اسے روکتا چھینک اور آتی، بالآخر اسے تین چار مرتبہ اکھٹی چھینک آئی لوگ بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ حالانکہ یہ چیز انسان کے بس سے باہر ہے تاہم محفل میں ذرا معیوب سی محسوس ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس کی طرف دیکھا پھر فوراً بادشاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بادشاہ کی نظریں اس پر پڑیں تو اس گورنر کے ناک سے کچھ پانی نکل آیا تھا اور اس کو صاف کرنے کے لئے کپڑا نہیں تھا، اس گورنر نے پوشاک کے کونے سے اسے صاف کرلیا۔ جب بادشاہ نے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں تو خون اتر آیا۔ گرجا کہ میری دی ہوئی پوشاک سے ناک صاف کرتا ہے، اس نے پوشاک کی قدر نہیں کی، اس کی پوشاک اتار لی جائے اور اسے دربار سے دھکا دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ اب محفل کا رنگ بدل گیا، سب لوگ پریشان ہوگئے کہ ایک گورنر کے ساتھ یہ معاملہ پیش آ گیا، معمولی بات نہیں تھی۔ بادشاہ نے سوچا چلو محفل برخاست کر دوں۔ سب لوگ چلے گئے تھوڑی دیر گزری تو دربان آیا اور اس نے کہا کہ نہاوند کے علاقے کا گورنر شرف باریابی چاہتا ہے۔ کہا اسے پیش کرو۔ گورنر نے آتے ہی پوچھا کہ بادشاہ سلامت میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب گورنر کو چھینک آئی تھی تو یہ اپنے اختیار سے آئی یا کہ بے اختیاری سے آئی تھی۔ بادشاہ نے کہا تیرے سوال میں محاسبے کی بو محسوس ہوتی ہے، خبردار آگے سوال نہ کرنا کہا کہ بادشاہ سلامت اگر اس سے یہ غلطی ہوگئی تھی تو کیا سزا ضروری تھی یا کوئی اور کم درجے کی سزا بھی ہوسکتی تھی۔ بادشاہ نے کہا خاموش رہو ورنہ تمہیں بھی سزا ملے گی۔ گورنر نے کہا، بادشاہ سلامت مجھے آج ایک بات سمجھ آئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو پوشاک پیش کی اور وہ اس کی قدر نہ کرسکا تو آپ نے اسے بھرے دربار سے دھکا دے دیا، اس کو ذلیل ورسوا کر دیا۔ مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یا اللہ تو نے مجھے انسانیت کی پوشاک پہنا کر دنیا میں بھیجا ہے اگر میں اس پوشاک کی قدر نہ کرسکا تو روز محشر تو بھی مجھے اپنے دربار سے دھکا دے دے

گا۔ گورنر نے یہ کہا اور پوشاک اتار کر بادشاہ کے منہ پر ماری اور باہر نکل گیا۔ حضرت جنیدؒ بغدادی کی خدمت میں پہنچا اور یہ شخص کیا بنا؟ وقت کا بہت بڑا بزرگ بنا جس کا نام حضرت شبلیؒ تھا۔ کیونکہ ان کی قربانی بہت بڑی تھی گورنری کو لات مار کر محبت الٰہی کے راستے کو اپنایا تھا۔ اس لئے ان کے احوال بھی عجیب تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایسی کیفیت ہوتی تھی جو عام لوگوں کو نصیب نہیں ہوتی۔

حضرت شبلیؒ کی محبت الٰہی:

حضرت شبلیؒ کے سامنے اگر کوئی اللہ کا نام لیتا تو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے تھے۔ انکے ہاتھ میں شیرینی آتی اور یہ شیرینی اس کے منہ میں دے دیتے تھے۔ بہت عجیب کیفیت تھی۔ جو آدمی بھی ان کے سامنے اللہ کا نام لیتا یہ جیب سے شیرینی نکالتے اور اس کے منہ میں ڈال دیتے کسی نے کہا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمانے لگے جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے تو میں اس کو شیرینی سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں۔

اللہ کی رحمت کا واقعہ:۔

مقربین کے ساتھ اللہ کا خاص معاملہ ہوتا ہے۔ حضرت شبلیؒ کو اللہ رب العزت نے الہام فرمایا اے شبلی! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے عیب لوگوں کے سامنے ظاہر کر دوں تو دنیا میں تجھے کوئی منہ لگانے والا نہ رہے۔ انہوں نے جب یہ الہام سنا تو جواب میں کہا کہ یا اللہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری رحمت کھول کر لوگوں پر ظاہر کر دوں تجھے دنیا میں کوئی سجدہ کرنے والا نہ رہے۔ پھر الہام ہوا کہ اے شبلی نہ تو میری بات کہنا نہ میں تیری بات کہوں گا۔

اللہ کے مزدور......اعتکاف میں بیٹھنے والے:۔

محترم جماعت آپ حضرات اعتکاف میں بیٹھے، دس دن آپ نے اللہ اللہ کرنے میں گزارے۔ ایک مثال پر غور کریں کہ اگر کسی مزدور کو میں اپنے گھر لے کر آؤں مزدوری کے لئے اور وہ بے چارہ سارا دن

مزدوری کرے تو شام کو رخصت کرتے ہوئے میرے اندر کی شرافت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ اسے اجرت دیئے بغیر گھر سے بھیج دوں۔ میرا جی چاہے گا کہ اس نے سارا دن کام کیا ہے جتن کاٹے، کوشش کی ہے اب اس کو اجرت دیئے بغیر کیسے رخصت کروں حالانکہ میرے اندر تمام عیوب ہیں مگر ان عیوب کے باوجود میرے اندر جو تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کوئی محنت کرے اور میں اس کو محنت کی اجرت دیئے بغیر روانہ کروں۔ میرے دوستو کیا پوچھتے ہیں اس ذات کے بارے میں جو کہ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الزمر:63) جس کے ہاتھ میں آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں ایک بندہ دس دن اس کی خاطر اس کی چوکھٹ پکڑ کر بیٹھا رہے تو اٹھتے ہوئے کیا ان کو اجرت دیئے بغیر واپس بھیج دے گا؟ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ میرے دوستو! آج کا دن آپ لوگوں کی وصولی کا دن ہے جو اب تک عبادت کی۔ اس فصل کو کاٹنے کا دن ہے یہ پھل لینے کا دن ہے۔

دو باتیں:۔

میں اس محفل میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک تو ہم اللہ کا ذکر کثرت سے کریں۔ جہاں رہتے ہیں وہاں اگر ہمیں صلحاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو اس کو غنیمت سمجھیں۔ تا کہ ہمارے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت پیدا ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ آج کی اس محفل میں جو پہلے گناہ ہو چکے ہیں جو خطائیں سرزد ہو چکیں ان سب سے سچے دل کے ساتھ معافی مانگیں تا کہ پہلا حساب بے باق ہو۔ اور آئندہ نئی زندگی کا آغاز ہو۔

دنیا اور آخرت میں اعمال کا اجر ملتا ہے:۔

اللہ رب العزت انسان کے اعمال پر دنیا میں بھی اجر دیتا ہے آخرت میں بھی اجر دیتا ہے۔ یہ بات ذہن

میں رکھیے گا کہ ہمارا پروردگار اس سے برتر اور بالاتر ہے۔ کہ بندہ تو اطاعت کے ذریعے نقد کا معاملہ کرے اور وہ اس کا اجر اور بدلہ آخرت کے ادھار پر چھوڑ دے۔ ناں ناں ایسا نہیں وہ دنیا میں بھی بدلہ دیتا ہے، قیامت کے دن بھی بدلہ عطا فرمائے گا۔

اجر آخرت کی ایک وجہ:۔

قیامت کے دن بدلہ دینے کی بھی کئی وجوہات ہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا اجر اور بدلہ دینا چاہتے ہیں وہ اجر اور بدلہ دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔ آخرت میں سب سے آخری جنتی کو جو جنت ملے گی وہ اس دنیا سے دس گنا بڑی ہوگی۔ پس آخرت کا اجر دنیا میں سما ہی نہیں سکتا۔ تو دیں کیسے!

اجر آخرت کی دوسری وجہ:۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر دنیا میں آخرت کا اجر ملتا تو جس طرح دنیا فانی ہے وہ اجر بھی فانی ہوتا مگر اللہ رحیم ہے وہ انسان کے مختصر اعمال پر ایسا اجر دینا چاہتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہو اور یہ دار آخرت میں ممکن ہے۔ اس لئے فرمایا کچھ بدلہ دنیا میں دے دوں گا نقد کے معاملے کے ساتھ اور کچھ آخرت میں دے دوں گا کہ دنیا میں وہ بدلہ سما نہیں سکتا۔

کوالٹی اور کوانٹٹی:۔

اللہ رب العزت ہمیں اس دنیا میں بھی بدلہ دیں گے اور آخرت میں بھی عطا فرمائیں گے اور دنیا اس اجر کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ Quality کے اعتبار سے اور Quantity کے اعتبار سے یعنی معیار کے حساب سے بھی اور مقدار کے حساب سے بھی وہ اجر اس دنیا میں نہیں سما سکتا۔

حوریں کیسی ہیں؟

جنتی حور اپنا ایک تھوک کسی کھاری پانی میں ڈال دے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے، اگر وہ اپنے دوپٹے کا

پلو آسمانوں سے نیچے کردے، تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے، اگر وہ کسی مردے سے ہمکلام ہو جائے تو مردہ زندہ ہو جائے۔ دنیا اس اجر وثواب کی متحمل نہیں ہو سکتی اس لئے آخرت کا وعدہ کیا گیا ورنہ اللہ تعالیٰ دنیا میں وہ اجر دے دیتا۔ بندہ اگر نقد معاملہ کرتا ہے تو وہ بھی نقد دے دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی کرنسی کی کمی ہے کہ وہ ادھار کرتا ہے معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے اللہ رب العزت ہمیں دنیا میں بھی نیکی کا اجر عطا فرمائے گا آخرت میں بھی اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ سے اللہ ہی کو مانگیں:۔

دنیا میں ہم کیا مانگیں؟ اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی محبت مانگیں۔ اللہ تعالیٰ سے کاروبار مانگنے والے بہت ہیں۔ گھر بار مانگنے والے بہت ہیں عہدے مانگنے والے بہت ہیں لیکن اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں جو مانگیں کہ تیری محبت چاہتا ہوں تیرا تعلق چاہتا ہوں اے اللہ میں آپ سے آپ کو ہی چاہتا ہوں ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔

عجیب نعمت:۔

اس وقت کی دعاؤں میں اللہ رب العزت کی محبت مانگیں اور آخرت کی کامیابی مانگیں۔ دنیا میں اللہ رب العزت کی محبت نصیب ہو جائے تو قسمت جاگ جاتی ہے۔ بخت جاگ اٹھیں بھاگ جاگ اٹھیں۔ محبت الٰہی عجیب نعمت ہے۔

مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر تیرا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بُن مُو سے ذکر تیرا اے میرے خدا
اب تو کبھی چھوڑے نہ چھوٹے ذکر تیرا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر تیرا اے میرے خدا

اب تو رہے بس تادم آخر ورد زبان اے میرے الٰہی
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ ہمیں یہ کیفیت نصیب ہو جائے۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دو کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تادم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا الٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ

کاش کہ یہ کیفیت نصیب ہو جائے کہ دل سے غیر کی محبت نکل جائے۔

لاکھ روپے کا شعر:۔

حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مجذوبؒ نے ایک مرتبہ ایک شعر کہا اور اپنے پیرومرشد حضرت حکیم الامت کو سنایا۔ حضرت نے جب سنا تو اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ تمہیں انعام دیتا۔ جب ایک روپے کی اتنی قدر و قیمت تھی تو اس وقت میں ایک لاکھ روپیہ بہت قیمت والا ہوتا تھا حضرت تھانویؒ نے فرمایا اگر میں صاحب استطاعت ہوتا تو اس شعر پر ایک لاکھ روپیہ انعام دیتا وہ شعر کیا ہے مختصر سا ہے فرمایا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ایک ان سے کیا محبت ہو گئی ساری دنیا ہی سے وحشت ہو گئی

لاکھ جھڑکو اب کہاں پھرتا ہے دل　　ہو گئی اب تو محبت ہو گئی

یہ محبت والوں کی باتیں ہیں ایسی محبت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آ جائے۔

محبت الٰہی میں سرشار بزرگ کا واقعہ:۔

مولانا محمد علی جوہرؒ قریب زمانے میں ایک بزرگ گزرے ہیں ہمارے نقشبندی بزرگوں کے زیرِ سایہ رہے ان سے تربیت پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اپنی محبت بھر دی۔ دل میں یہ عہد کر لیا کہ مسلمانوں کو جب تک آزادی نہیں ملے گی میں اس وقت تک قلم کے ذریعے سے جہاد کرتا رہوں گا چنانچہ انگلینڈ تشریف لے گئے۔ وہاں کے اخبارات میں اپنے مضامین لکھتے تھے کہ انگریزوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو آزادی دے دیں۔ قلمی جہاد کرتے رہے اور یہ نیت کر لی کہ جب تک آزادی نہیں مل جاتی واپس گھر نہیں جاؤں گا۔ اسی حال میں کئی مرتبہ ان کو تکالیف بھی آئیں۔ جیل بھی ڈالے گئے۔

انہوں نے جیل میں چند اشعار لکھے فرماتے ہیں۔

تم یونہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے　　پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے

یوں ابر سیاہ پر تو فدا ہیں سبھی مَے کش　　مگر آج کی گھنگھور گھٹا میرے لئے ہے

اللہ کے رستے کی جو موت آئے مسیحا　　اَکسیر یہی ایک دَوا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے　　یہ بندہ دو عالم سے خَفا میرے لئے ہے

اولاد سے زیادہ اللہ کی رضا کو ترجیح دینے کا واقعہ:۔

حضرت مولانا محمد علیؒ جوہر کی بیٹی بیمار ہوئی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ جوان العمر بیٹی تھی ماں نے پوچھا کوئی آخری تمنا کوئی آخری خواہش۔ کہا ابا جان کی زیارت کو جی چاہتا ہے ماں نے خط لکھوا دیا۔ جوان العمر بیٹی کا خط پردیس میں ملا کہ میں اپنی عمر کی آخری گھڑیاں گن رہی ہوں دل کی آخری تمنا ہے کہ

ابا حضور تشریف لائیں تو میں آپ کا دیدار کرلوں۔ کتنی بڑی بات تھی حضرت کو وہ خط ملا حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ نے اس خط کی پشت پر دو شعر لکھ کر وہ خط واپس بھیج دیا بیٹی کو اس حال میں کیا جواب لکھا، فرماتے ہیں۔

میں تو مجبور سہی اللہ تو مجبور نہیں　　تجھ سے میں دور سہی وہ تو مگر دور نہیں

تیری صحت ہمیں منظور ہے لیکن اس کو　　نہیں منظور تو پھر ہم کو بھی منظور نہیں

یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو زندگی کا مزا آجائے۔ اللہ رب العزت ہمارے لئے اپنی یہ نعمت آسان فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ